40649 - خیانت کرنے والے کے ساتھ خیانت نہ کریں

سوال

ایك شخص جو ایك پرائیویٹ آفس میں کام کرتا ہے، اسے بیماری کے باعث دوران علاج کام چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا، اس کے بعد جب وہ ملازمت پر آیا اور اس نے ان ایام کے حق کا مطالبہ کیا جن میں کام کرتا رہا تھا، لیکن مالك نے اسے حق دینے سے انکار کر دیا کہ اس کا کوئی حق نہیں ہے، اور ملازم شخص کو رقم کی ضرورت ہے، تو اس نے اپنے کام کے بدلے جمع کردہ مال میں سے روزانہ ایك دینار لینا شروع کر دیا، وہ صرف اپنا حق لینا چاہتا ہے، اس سے زیادہ نہیں، تو کیا یہ حلال ہے یا حرام ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اس کے لیے یہ حلال نہیں، کیونکہ یہ مال جس کے بارہ میں وہ دعوی کر رہا ہے کہ یہ اس کا حق ہے اس مال پر مالك نے اسے امین بنایا ہے، اور جسے کسی چیز کا امین بنایا جائے اور وہ چیز اس کے پاس بطور امانت ہو اسے مالك کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اس میں خیانت کرنی جائز نہیں.

فرمان باری تعالی ہے:

بلاشبہ اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا دو النساء (58)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے تمہارے پاس امانت رکھی ہو ہے اس کی امانت اسے دے دو، اور جس نے تمہاری خیانت کی اس کے ساتھ تم خیانت نہ کرو"

جامع ترمذی حدیث نمبر (1264) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت مالك کو واپس کرنے کا حکم دیا اور خیانت کرنے والے کے ساتھ خیانت کرنے سے منع کیا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص جنرل سٹور پر کام کرتا ہے، اور مالك اسے چار یا چھ ماہ سے قبل تنخواہ نہیں دیتا، تو کیا وہ مالك کے علم میں لائے بغیر ہر ماہ سٹور سے تنخواہ لے سکتا ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

آپ جس سٹور پر ملازم ہیں اس کے مالك کے علم میں لائے بغیر اور اس کی اجازت کے بغیر سٹور سے تنخواہ نہیں لے سکتے، آپ کو مالك سے تخواہ کا مطالبہ کرنا چاہیے، اور اگر وہ تنخواہ دینے سے انکار کرتا ہے تو پھر اس کے متعلقہ محکمہ (دیوان مظالم) میں اس کی شکایت کریں تا کہ وہ آپ کی تنخواہ لے کر دے. اھـ

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (15 / 145).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی مجموع الفتاوی میں کہتے ہیں:

اور اگر کسی شخص کا کسی دوسرے کے ذمہ حق ہو، تو کیا وہ اسے یا اس کی نظیر اس کی اجازت کے بغیر لے سکتا ہے؟

اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

یہ کہ استحقاق کا سبب ظاہر ہو جو اثبات کا محتاج نہ ہو مثلا خاوند کے ذمہ عورت کا نان و نفقہ اور اخراجات، اور بچے کا استحقاق ہے کہ والد اس پر خرچ کرے، اور مہمان کا استحقاق ہے کہ میزبان اس پر خرچ کرے، تو یہاں بلاشك و شبہ اس کے لیے بغیر اجازت حق لینا جائز ہے.

جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان بہت بخیل اور حریص شخص ہے، مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو.

تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم اتنا لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو"

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی کہ وہ صاحب مال کی اجازت کے بغیر اچھے اور احسن طریقہ

سے اپنا خرچہ لے سکتی ہے، اور اسی طرح ہر وہ شخص بھی لے سکتا ہے جس کے متعلق معلوم ہو جائے کہ اس کا مال ظاہرا غصب ہوا ہے، اور لوگ بھی اسے جانتے ہیں کہ غصب ہوا ہے، تو غاصب کے مال سے غصب کردہ یا پھر غصب کردہ چیز جیسی چیز لینا صحیح ہے.

دوسری قسم:

استحقاق کا سبب ظاہر نہ ہو، مثلا: مقروض کا قرض دینے سے انکار کرنا، یا پھر غصب کا انکار کردے اور مدعی کے پاس کوئی دلیل نہ ہو، تو اس میں دو قول پائے جاتے ہیں:

پہلا قول:

اسے (بغیر اجازت) لینے کا کوئی حق نہیں، یہ مالك اور احمد کا مذہب ہے.

دوسرا قول:

وہ لے سکتا ہے، امام شافعی کا مسلك یہی ہے.

حق ظاہر نہ ہونے کی صورت میں حق لینے سے منع کرنے والوں نے مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے آپ کے پاس امانت رکھی ہے اسے امانت ادا کرو، اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے اس کی خیانت مت کرو"

اور مسند احمد میں بشیر بن الخصاصیۃ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کچھ پڑوسی ایسے ہیں جو نہ تو ہماری پیچھے رہ جانے والی بکری کو چھوڑتے ہیں اور نہ ہی اکیلی بکری کو مگر اسے پکڑ لیتے ہیں، تو کیا جب ہم ان کی کسی چیز پر قادر ہوں تو اسے لے لیں؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نہیں، جس نے تیرے پاس امانت رکھی اسے امانت دے دو، اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی اس کے ساتھ خیانت مت کرو"

تو یہ احادیث یہ بیان کرتی ہیں کہ: اگر مظلوم کے حق کا سبب ظاہر نہ ہو اور اس کا لینا خیانت ہو تو وہ حق نہیں لے سکتا، اگرچہ اس کا مقصد یہی ہو کہ وہ اس کی نظیر لے رہا ہے؛ لیکن جس نے اس کے پاس امانت رکھی ہے وہ اس میں خیانت کر رہا ہے، کیونکہ جب اس نے اپنا مال اس کے سپرد کر دیا تو اس کی اجازت کے بغیر اس میں سے کچھ لینے سے وہ خائن بن جائے گا، کیونکہ استحقاق ظاہر نہیں ہے.

یہ اس لیے کہ نفس خیانت بطور جنس حرام ہے تو پھر اس سے حق پورا کرنا جائز نہیں.... اور پھر خیانت کذب بیانی کی جنس سے تعلق رکھتی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ: یہ خیانت تو نہیں؛ بلکہ حق پورا کرنا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خیانت کرنے سے منع کر رہے ہیں جس نے خیانت کی ہے، وہ یہ کہ اس کے مال سے وہ کچھ لینا ہے جس کا وہ مستحق ہی نہیں.

اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا:

یہ کئی ایک وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے:

پہلی وجہ: حدیث میں ہے کہ:

" کہ کچھ لوگ نہ تو ہماری پیچھے رہ جانے والی بکری کو چھوڑتے ہیں اور نہ اکیلی بکری کو مگر وہ اسے پکڑ لیتے ہیں، تو کیا ہم ان کے مال میں سے اس قدر لے لیں جتنا انہوں نے لیا ہے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں، جس نے تیرے پاس امانت رکھی ہے، اسے اس کی امانت واپس کرو، اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی ہے اس کے ساتھ تم خیانت نہ کرو"

دوسری وجہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اور تم اس کی خیانت مت کرو جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی"

یعنی: تم اس کی خیانت کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ تم بھی اسی طرح مت کرو جس طرح اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے.

تیسری وجہ:

اس کے خیانت ہونے میں کسی بھی قسم کا کوئی شك نہیں، بطور قصاص اس کے جواز میں کچھ ہے، کیونکہ کچھ ایسے امور ہیں جس میں قصاص مباح ہے، مثلا قتل، اور راستہ روکنا، اور مال لینا، اور کچھ ایسے امور ہیں جن میں قصاص مباح نہیں مثلا: فحش کام، اور جھوٹ وغیرہ، لھذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں یہ فرمایا کہ:

" اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی تم اس کے ساتھ خیانت مت کرو"

تو اس سے علم ہوا کہ یہ اس میں سے ہے جن میں اس کی مثل سزا دینا مباح اور جائز نہیں. اھـ اختصار کے ساتھ.

واللہ اعلم .